ISSN: 2519-6332 (Print) ❄ ISSN: 2708-1915 (Online)

محمد نذیر ❁
ڈاکٹر ذکیہ رانی ❁❁

بلتستان میں اردو غزل کا ارتقا

The Evolution of Urdu Ghazal in Baltistan

By *Muhammad Nazeer, PhD Scholar, Dept. of Urdu, University of Karachi.*
Dr. Zakia Rani, Asst. Prof., Dept. of Urdu, University of Karachi.

Abstracts

Baltistan is a very beautiful region stretched amongst the mountain ranges of *Hindukush*, *Himalaya* and *Karakorum*, in the extreme north of Pakistan. This beautiful region is significant for its Urdu language and literature. The tradition of Urdu Ghazal on the cyclorama of poetry in Baltistan is continued with its uniqueness and up-to-datedness. In this research, the beginning of Urdu poetry and it is evolution till 21st century have been analyzed. The poets (Ghazal writers) of Baltistān have, along side the tradition of Urdu poetry, represented their own era and milieu. The Ghazal writers of Baltistan have portrayed the traditional themes in a completely novel fashion while glipses of current affairs and social and political cyclorama can also be seen in their poems.

Keywords: Baltistan, Urdu Ghazal, Pakistan, Literary History, Critics, Civilization, Aesthetic Sensibility, Traditions, Socialism and Culture.

❁ ریسرچ اسکالر، شعبۂ اردو، جامعہ کراچی
❁❁ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، جامعہ کراچی

ISSN: 2519-6332 (Print) ❄ ISSN: 2708-1915 (Online)

اردو شاعری کی روایت میں غزل کی اہمیت اور انفرادیت مسلمہ ہے۔ دراصل غزل حسن و عشق کی کیفیات کو درد و سوز میں بیان کرنے سے عبارت ہے۔ غزل جس خطے میں بھی پھلی پھولی اس نے وہاں کی مقامی تہذیب و ثقافت اور مابعد الطبعیاتی عناصر کو اپنے اندر سمولیا۔ برصغیر کی تہذیب و ثقافت کے نقوش غزلیہ پیرائے میں مجتہدین فن کے متون میں جابجا نظر آتے ہیں۔ گویا غزل نے اپنے آپ کو بدلتے ہوئے حالات کے ساتھ ہم آہنگ رکھنے کی کوشش کی اور آج غزل ایک لحاظ سے خطے کی جمالیات کا مظہر ہے تو دوسری طرف جملہ سماجی مسائل کی ترجمان بھی ہے۔ دراصل یہی غزل کا ارتقائی سفر ہے۔ غزل کا یہ سفر "بہ قدرِ شوق نہیں ظرف تنگنائے غزل" اور "اب گئے حالی غزل خوانی کے دن" سے ہوتا ہوا نیم وحشی صنف سخن کے اعتراضات سے آگے بڑھا اور اب غزل کا یہ عالم ہے کہ یہ تمام اصناف سخن کی جان ہے۔ بقول رشید احمد صدیقی:

> ہندوستان میں جن زبانوں، بولیوں یا روایات کی بڑی مان دان ہے یا رہی ہے اردو ان کی غزل ہے اور اردو کی بیت الغزل، غزل! غزل فن ہی نہیں فسوں بھی ہے، شاعری نہیں تہذیب بھی، وہ تہذیب جو دوسری تہذیبوں کی نفی نہیں کرتی بلکہ تصدیق کرتی ہے۔[1]

پاکستان کے شمالی علاقوں میں بلتستان انتہائی شمال میں کوہ قراقرم اور کوہ ہمالیہ کے درمیان واقع ایسا خطہ ہے جس کی تاریخ اور ثقافت میں اردو زبان وادب کی روایت کا رچاؤ اردو شاعری کی بدولت بخوبی سمجھا جاسکتا ہے۔

بلتستان میں اردو غزل کی روایت بلتی ادب کی تاریخ سے جڑی ہوئی ہے۔ بلتی زبان کی تاریخ مختلف روایات سے معلوم ہوتی ہے اس حوالے سے منضبط کتاب یا متن کا سراغ بھی انہی روایات کا مرہونِ منت ہے۔ شعرائے بلتستان نے شعری اظہار میں مختلف اصناف پر طبع آزمائی کی۔ دنیائے ادب کی طرح یہ شاعری لوک ادب یعنی لوک گیتوں، لوریوں سے معمور رہی۔ انھیں "رکیانگ خلو" کہا جاتا ہے۔ جو قوافی واوزان کی قید سے آزاد شاعری ہے اس میں تاریخی واقعات، رزم وبزم کے قصے، عشقیہ کہانیاں، مدح، ہجو وغیرہ کے موضوعات عام طور سے پیش کیے جاتے تھے۔ اس حوالے سے بلتستان کے نامور محقق حسن حسرت صاحب یوں رقم طراز ہیں کہ:

> یہ کہنا مشکل ہے کہ بلتی میں باقاعدہ شاعری کب اور کن حالات میں شروع ہوئی البتہ ۱۸۴۰ء سے قبل سوائے لوک گیتوں کے بلتی زبان میں باقاعدہ شاعری اور کسی مستند شاعر کا سراغ کہیں نہیں ملتا۔ کہا جاتا ہے کہ مقپون ظفر خان (۱۷۶۵-۱۷۷۲ء) کے دور میں سکردو کے

ISSN: 2519-6332 (Print) ❄ ISSN: 2708-1915 (Online)

قلعہ کھرپوچو کا سات منزلہ عمارت کو آگ لگنے سے شاہی کتب خانہ جل گیا اور ادبی شہ پارے نذرِ آتش ہوگئے۔ بچا کھچا مواد یقیناً سقوط بلتستان کے بعد ڈوگرہ استبداد کی نذر ہو گیا لہٰذا اس دور کا شعری ادب وہیں اختتام پذیر ہو گیا۔[۲]

بلتستان میں اسلام کے آغاز کے ساتھ ساتھ بلتی شاعری مختلف اصناف میں تقسیم ہوئی۔ بلتستان کی ابتدائی مقبول اصناف 'رگیانگ خلو' صرف گانوں، عشقیہ غزلوں کے ساتھ مختص ہو کر رہ گئیں۔ محققین نے ڈوگرہ سامراج کے بعد کی بلتی شاعری کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ان میں پہلا دورِ متقدمین ابتدا سے ۱۸۴۰ء تک، دوسرا دورِ متوسطین ۱۸۴۰ء سے ۱۹۴۸ء تک اور تیسرا موجودہ ۱۹۴۸ء اب تک پر محیط ہے۔ دورِ متقدمین کے بلتی شعراء میں حسین علی خان محب، لطف علی خان عاشق، ملک حیدر مخلص اور امیر حیدر محزون، علی ذاکر، مراد اماچہ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔[۳]

دور متوسطین کے شعرا کو بلتی ادب میں نمایاں مقام حاصل ہے۔ کیونکہ اس دور میں بلتستان کی سیاسی حالات زیادہ نازک موڑ پہ تھے۔ اس دور میں بھی شعرا کی توجہ مذہبی موضوعات کی طرف رہی اُس وقت کے معروف بلتی شعرا میں بوا شاہ عباس، بوا جوہر، آخوند خدا یار اور سید سلطان شاہ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ بلتی شاعری کے آخری دور یعنی دور جدید کے شعرا میں راجا محمد علی شاہ صباؔ، فدا حسین شمیمؔ، شیخ غلام حسین سحرؔ، حشمت کمال الہامی، مرحوم غلام حسن حسنیؔ، غلام مہدی وغیرہ نمایاں ہیں۔ بلتستان میں اردو شاعری کی ابتدا (۱۸۵۰ء) کے قریب ہوئی تھی اور قیام پاکستان سے قبل بلتستان میں اُردو شاعری میں چند ہی متفرق اشعار نظر آتے ہیں۔ اردو میں شاعری کرنے والے بلتستان کے شعرا میں پہلا نام مراد علی خان مرادؔ آماچہ کا ہیں ان کی اُردو شاعری کا اوّلین نمونہ ۱۸۵۳ء کے زمانے میں لکھا گیا۔ ملاحظہ کریں:

محبوب و یار دلبر جو کچ کہ ہو سی زر ہے ماد، پدر برادر جو کچ کہ ہو سی زر ہے

آپ کی صحبت کو میں حد سے غنیمت جس طرح میں جانتا، ویسا غنیمت جانتا
جانتا

درجِ بالا اشعار سے ہم بلتستان میں اردو شاعری کی ابتداء ۱۸۵۳ء سے تسلیم کرتے ہیں۔ زبان و بیان اور اُردو واقفیت نہ ہونے کی وجہ سے یہ متفرق اشعار کسی صنف کا حصہ نہیں بن سکے۔[۴]

ISSN: 2519-6332 (Print) ❄ ISSN: 2708-1915 (Online)

ڈاکٹر عظمیٰ سلیم کے مطابق بلتستان میں اردو ادب کا پہلا دور ۱۸۴۰ء تا ۱۹۲۵ء ہے۔ یہ زمانہ ڈوگرہ حکومت کے جبر واستبداد کا دور تھا البتہ حکومتی سرپرستی میں اردو کا چلن عام ہوتا جاتا تھا۔ دوسرا دور جو کہ تصنیفات کی ابتدائی صورت رکھتا ہے ۱۹۲۵ء تا ۱۹۴۸ء کو محیط ہے۔ اس عرصہ میں مذہبی تصانیف اردو زبان میں کثرت سے شائع ہوئیں۔ تیسرا دور ۱۹۴۸ء تا ۱۹۵۱ء کا ہے جس میں یہ خطہ ڈوگرہ راج سے آزاد ہوا اور صحافت وادب کو فروغ ملا۔ اس دور میں ڈراما اور دیگر اصناف پر اہلِ بلتستان نے طبع آزمائی کی۔ قیامِ پاکستان کے نتیجے میں اردو نے مرکزی رابطے کی زبان کا کردار ادا کیا۔ چوتھا دور ۱۹۵۱ء تا ۱۹۷۵ء کا ہے۔ اس دور میں اردو ادب کو خاصا فروغ ہوا اور مقامی ادیبوں کے پاکستان کے دیگر خطوں کے ادبا سے روابط استوار ہوئے اور ان کی تخلیقات کو پاکستان کے طول وعرض میں متعارف ہونے کے مواقع میسر آئے۔ پانچواں دور ۱۹۷۵ء کے بعد سے جاری ہے اس عرصہ میں شاعری کے ساتھ نثر کی جانب بھی اہلِ بلتستان نے توجہ کی اور تراجم، تحقیق، ناول، افسانہ، سفرنامہ میں اپنی تخلیقات کو پیش کیا۔ (۵)

بلتسان کے دورِ متقدمین کے شعرا میں حسین علی خان محب، لطف علی خان عاشق، ملک حیدر مخلص اور امیر حیدر محزون، علی ذاکر، مراد اماچہ وغیرہ قابلِ ذکر ہیں جب کہ دوسرے دور کے شعرا میں سید شاہ عباس، جوہر علی جوہر، آخوند خدایار اور سید سلطان شاہ وغیرہ شامل ہیں ان شعرا نے بلتستان کے نازک ادوار میں شعری روایات کے فروغ میں اپنا اہم کردار ادا کیا۔

بلتستان میں اردو شاعری کی باقاعدہ ابتدا ۱۸۵۰ کے بعد سے ہو چلی تھی۔ اردو شعرا میں سرفہرست نام مراد علی خان مراد اماچہ کا ہے۔ ان کی شاعری کے اولین نمونے ۱۸۵۳ سے دریافت ہوئے ہیں۔ اس کے بعد راجا محمد علی شاہ بیدل کا نام آتا ہے ان کا لکھا ہوا منقبت آج بھی مقبول ہے اور زبان زد عام ہے۔ کلام ملاحظہ ہو:

سردارِ اولیا ہے مشکل کشا ہمارا   محبوبِ کبریا ہے مشکل کشا ہمارا
دوشِ نبیؐ پہ چڑھ کے جس نے بتوں کو توڑا   وہ قوتِ خدا ہے مشکل کشا ہمارا ہے(۶)

اردو غزل کی روایت جس طرح ہندوستان کے طول وعرض میں پھلی پھولی اس کا اثر بلتستان کے ادبی منظرنامے پر بھی پڑا۔ بلتستان میں غزل کی مقبولیت رشید احمد صدیقی کے قول پر دال ہے۔ بلتی زبان میں اسے خلو کہا جاتا ہے۔ بلتستان میں شعری روایات کا تسلسل غزل سمیت دیگر شعری اصناف کو بھی اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شعرا کے یہاں غزل، نظم، مرثیہ، قطعات، وغیرہ میں تخلیقات ملتی ہیں۔ بلتستان میں

ISSN: 2519-6332 (Print) ❄ ISSN: 2708-1915 (Online)

اردو غزل کی روایت کی باقاعدہ ابتدا بیسویں صدی میں شروع ہوئی۔ بلتستان میں اردو کا پہلا صاحب دیوان شاعر سید اسد زیدی کو قرار دیا جاتا ہے۔ ان کا شعری مجموعہ "رنگِ شفق" ۱۹۸۶ء میں منظر عام پر آیا جب کہ اس کا دوسرا ایڈیشن نومبر ۲۰۲۳ء میں اکادمی ادبیات پاکستان نے شائع کیا ہے۔[۷]

رنگ شفق

سید اسد شاہ زیدی کو بلتستان کا پہلا صاحب دیوان (یا شعری مجموعہ کا حامل) شاعر ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ ان کا یہ شعری مجموعہ خالصتاً غزل کا مجموعہ ہے ان کی شاعری خوب صورت، پر اثر و پر کشش اور حسن و جمال کے احساس سے بھرپور ہے جو حالات ان کے دل پہ گزرتی ہے اسے ہو بہ ہو بیان کرتے ہیں۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

قلب و نگاہ میں تیری تصویر ہی تو ہے — غم خوار تو نہیں غم دل گیر ہی تو ہے
ایک بار چل پڑے تو چلے دل کے آر پار — تیر نظر بھی آپ کا ایک تیر ہی تو ہے[۸]

اسد شاہ زیدی چھوٹی بحروں اور سادہ و آسان قوافی میں بھی خوب صورت اشعار کہتے ہیں:

یہ تیرا انتخاب کیا کم ہے — یہ میرا اضطراب کیا کم ہے
اب ضرورت نہیں قیامت کی — تیرا عہدِ شباب کیا کم ہے[۹]

ان کی شاعری جذبوں کی شاعری اور ان کی زبان احساس کی زبان ہے، اس لیے ان کے اشعار قلب میں تیر کی طرف پیوست ہونے کی تمام تر صلاحیت کے حامل قرار دیے جاتے ہیں۔

درد کی پہلی دھوپ

بلتستان کے معروف شاعر ذیشان مہدی کا یہ خوب صورت شعری مجموعہ ۱۹۹۹ء میں منصہ شہود پہ آیا۔ ۱۴۰ صفحات پر مشتمل اس مجموعے میں غزلیں، نظمیں اور قطعات شامل ہیں۔ ان کی شاعری میں عربی، فارسی الفاظ کا بر محل استعمال ان کی شاعری کو شگفتگی اور ان کے اسلوب کو سادہ اور سلیس صورت میں ڈھالتا ہے۔ ان کی غزل سے منتخب اشعار ملاحظہ کریں:

زخمی دل، زخمی جگر، زخمی بدن رکھتا ہوں — پھر بھی اک شخص کو پانے کی لگن رکھتا ہوں
غمِ دنیا سے شناسائی نہ بڑھنے پائے — اس لیے دل کو ترے غم میں مگن رکھتا ہوں

ان کی شاعری میں تخیلات کی گہرائی اور اسلوب بہت ہی سادہ ہوتا ہے۔ روایتی کیفیات کو اپنے مخصوص انداز سے کچھ بیان کرتے ہیں۔

اشکوں کو کبھی آنکھ سے گرنے نہیں دوں گا میں تیری امانت کو بکھرنے نہیں دوں گا
رکھوں گا کلیجے سے لگا کر تیری صورت تا عمر اسے دل سے اترنے نہیں دوں گا[۱۰]

اس مجموعے کے بارے ہم مجموعی طور پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ 'درد کی پہلی دھوپ' ذیشان مہدی کے روایتی موضوعات اور جدید اسلوب کا نمائندہ کلام لیے ہوئے ہیں۔ بلتستان کی ادبی تاریخ میں یہ اسلوب نئی روایت کا امین ہے۔

شکستہ ناؤ

یہ مجموعہ احسان علی دانش کا ہے جو ۲۰۰۱ء میں شائع ہوا ہے اس مجموعے میں غزلوں میں غزلیں کم اور نظمیں اور قطعات زیادہ ہیں۔ احسان علی دانشؔ کی غزلوں اور موضوعاتی نظموں میں ایک انفرادیت واضح نظر آتی ہے ان کا انداز بیان سہل و برجستگی میں جادو کا سا اثر رکھتا ہے۔ احسان صاحب کی شاعری میں کہیں ٹھہراؤ نہیں بلکہ روشنی کی منزلوں کی طرح رواں دواں ہے۔ وہ اپنی شاعری میں فرسودہ روایات کی تقلید سے گریزاں نظر آتے ہیں۔ ان کی شاعری میں حساس اور دردمند دل کی کہانی ہے اور معاشرے کے معصوم افراد کی صدائے احتجاج ہے، دانش صاحب کی غزلوں میں احساسات لطیف اور خیالات بھی نازک ہیں بطور نمونہ یہ اشعار ملاحظہ ہوں:

حسین ہے شام چلو ایسا کام کرتے ہیں بلالِ خواہشِ غم کو تمام کرتے ہیں
جنابِ شیخ کے بارے میں یہ خبر ہے ہمیں حرم میں صبح تو رندوں میں شام کرتے ہیں[۱۱]

دردِ پا

افضل روش کا یہ شعری مجموعہ ۲۰۰۴ء میں منظر عام پر آیا۔ اس مجموعے میں غزلیں، نظمیں اور قطعات شامل ہے۔ افضل روش کی شاعری میں جوش، درد، سچائی، صداقت اور بلند آہنگی کا خوب صورت امتزاج ہے اور صنفِ غزل ان کا خاص موضوع ہے، روش کی غزلوں میں انسانی جذبات و احساسات کے ایسے ایسے نقشے پیش کیے ہیں جنھیں دیکھ کر قاری گھبرا جاتا ہے، ان کے کلام میں درد و غم اور قوم پرستی کا جذبہ بھی نمایاں ہے۔ بغاوت،

ISSN: 2519-6332 (Print) ❄ ISSN: 2708-1915 (Online)

انقلاب اور قوم کی بے حسی و غفلت پر فریاد و فغاں بھی شاعری میں مدرجہ اتم موجود ہے روش صاحب کی شاعری میں مزاحمتی فکر و نظر کا رنگ غالب ہے ان کا یہ شعر مزاحمتی شاعری کا عمدہ اور شائستہ مثال ہے:

پابندِ سلاسل تو کرے گا مجھے لیکن
دل میں مرے موقف کی حمایت بھی کرے گا

ان کے کلام میں حقیقت پسندی، سچائی اور حق نگری بھی موجود ہے وہ کہتے ہیں کہ انسان کی فطرت اور خمیر خاک سے بنی ہے جس زمین پر وہ ہے اس کو وہیں رہنا چاہیے اسی میں حسن تلاش کرنا چاہیے فرضی آسمانوں میں ہیولاتی ستاروں کی تلاش نہیں کرنی چاہیے۔

مجھ کو نہ ڈھونڈ جا کے ستاروں کے دیس میں
خاکی ہوں، اس زمین کی رعنائیوں میں ہوں

ان کے کلام میں بلند تخیل، حسن ظن اور نازک خیال کے بہترین نمونے بھی موجود ہیں۔

کب دھوپ کی مجال کہ مجھ کو جلا سکے
تیری گھنیری زلف کی پرچھائیوں میں ہوں

تضادات سے مل کر انسان کی سوچ پختہ ہوتی ہے روش صاحب کی شاعری میں متضاد خیالات باہم متصادم بھی ہیں:

وہ شخص منتظر تھا جو میری شکست کا
جرأت کو میری دیکھ کے حیران ہو گیا

وہ اپنی شاعری میں انسان کو ہر وقت ہو تیار رہنے اور بصیرت کی آنکھیں کھولے رہنے کی نصیحت کرتے ہیں ورنہ قدم قدم پر دھوکے کھانے کا خوف دامن گیر ہو گا۔ غزل سے منتخب اشعار ملاحظہ کیجیے:

یوں درد کو دنیا سے چھپاتے ہیں کئی لوگ — چہروں پہ تبسم کو سجاتے ہیں کئی لوگ
آغوشِ محبت میں سلاتے ہیں کئی لوگ — کانٹوں کو گلابوں کے نگہبان سمجھ کر [۱۲]

محبت کی زبان

اشرف کاظمی کا یہ شعری مجموعہ ۲۰۰۱ء میں شائع ہوا جس میں صفحات کی تعداد ۱۴۱ ہے اس مجموعے میں نظمیں اور غزلیں شامل ہے اس مجموعے کا نام حشمت کمال الہامی صاحب نے ان ہی کے شعر سے تجویز کیا ہے یہ شعر اشرف کاظمی کو اپنے ہم عصر شعرا کے درمیان زندہ رکھنے کے لیے کافی ہے۔

ISSN: 2519-6332 (Print) ❄ ISSN: 2708-1915 (Online)

آنسو کسی مجبور کی آنکھوں سے رواں ہے
شاید یہی دنیا میں محبت کی زباں ہے

یہ مجموعہ کلام ایک نوجوان کے احساسات کا آئینہ ہے اس مختصر مجموعے میں لفظوں کے پر تاثیر اثرات دیکھے جاسکتے ہیں۔ ان کی شاعری پڑھ کر احساس ہوتا ہے کہ یہ ایک جذباتی نوجوان کے دل کی آواز ہے جس کے احساسات کا محور محبت ہے شاعر محبتوں کے پیامی ہوتے ہیں وہ کائنات میں محبتوں کے سوا کسی اور چیز سے واقفیت نہیں وہ کائنات کو اپنے دوست سمجھتے ہیں دشمنوں کی دشمن کو بھی وہ دوستی سے تعبیر کرتے ہیں ان کی غزل سے یہ شعر دیکھیے:

محبتوں کے پیامی ہیں بزمِ عالم میں
نہیں رہی ہے کسی سے بھی دشمنی اپنی

اشرف کاظمی اپنے کلام کے ذریعے لوگوں کو پریشانی اور مصیبتوں سے مقابلہ کرنے کا سبق بھی دیتا ہے اور کہتا ہے کہ انسان کو مصیبت اور پریشانی سے نہیں گھبرانا چاہیے۔

مصیبت سے نہ گھبرانا، مصیبت زندگانی ہے
مصیبت کی اسی منزل سے آگے کامرانی ہے

ان کی غزلوں اور نظموں میں کہیں بھی کوئی الجھاؤ یا ابہام نظر نہیں آتا۔ ان کا ہر شعر سہل ممتنع کی اعلیٰ مثال ہے اور کہیں کہیں چونکا دینے والے اشعار بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

دیکھے بغیر ان کو زمانے گزر گئے
دریا جو آنسوؤں کے چڑھے تھے، اُتر گئے (۱۳)

گم شدہ خواب

یہ مجموعہ گمشدہ خواب بلتستان کے مشہور شاعر عاشق حسین عاشق کا ہے۔ جو ۲۰۱۴ء میں زیور طبع سے آراستہ ہوا اس میں صفحات کی تعداد ۱۴۸ ہے اس مجموعے میں ”عاشق کے خواب“ کے عنوان سے جمشید خان دکھی نیا ظہاریہ لکھا ہے۔ مجموعے کی ابتدا میں حمد، نعت، سلام اور اس کے بعد غزلیں موجود ہیں۔ عاشق صاحب نے سب سے پہلے حمد باری تعالی میں شکوہ کے انداز میں خیال کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

مقدر بانٹنے والا مقدر بانٹ دیتا ہے   کبھی قطرہ کبھی پورا سمندر بانٹ دیتا ہے

ISSN: 2519-6332 (Print) ❄ ISSN: 2708-1915 (Online)

محبت اس کو ہو جائے تو پھر محبوب کی خاطر زمین و آسمان کا سارا لنگر بانٹ دیتا ہے

اس سے شاعر کے عقیدے کی پختگی کا اندازہ ہوتا ہے قطرہ اور سمندر دونوں کا قدرت کی طرف سے عطا ہونے کا اقرار کرنا ہی وحدانیت کی علامت ہے عاشق صاحب کی فطرت میں مزاحمت کا پہلو زیادہ ہے نعت سے منتخب اشعار ملاحظہ کریں:

نعت کہہ دوں تو خدا فن کو اثر دیتا ہے اسمِ محمدؐ مری تخلیق کو پَر دیتا ہے
میرا محبوب نبیؐ ایسا کشیدہ دل ہے ذرّہ مانگے جو اُسے شمس و قمر دیتا ہے

جو شعر اپنی تاثیر قاری کے دل پر چھوڑ جاتا ہے وہ نعت نگار کے جذبے اور عقیدے کی تاثیر ہوتا ہے۔ حمد، نعت، منقبت وغیرہ کہنا مشکل ترین شعری اصناف ہیں لیکن عاشق صاحب ان تمام شعری اصناف کی باریکیوں سے خوب آگاہ ہیں۔ شاعر آلِ نبی عشق میں سرشار ہو کر کہتے ہیں کہ:

میری اوقات کہاں تیری ثنا خوانی کی دے کے انعامِ سخن تُو نے مہربانی کی
عاشق سیّدِ سجادؑ کے دعوے دارو! اپنے کردار پہ کس کس نے نظرِ ثانی کی؟

ان کا پورا کلام پیچیدہ گوئی سے پاک ہے شعر عام فہم اور سادہ ہو تو داد اور شہرت پاتا ہے اور غزلیات میں بھی عاشق گھُما پھرا کر پیچیدہ شعر نہیں کہتے بلکہ جو بات کرنی ہے سادہ و، سلیس اور نہایت ہنر مندی سے کہہ جاتے ہیں جیسا کہ:

میں محبت کو بھی اک دین سمجھ لیتا ہوں
میرا پیغام ہے یہ صاحب دستار کے نام

انھوں نے اس سلیس اور سادہ شعر میں محبت کو دین کا لباس پہنا کر جُبّہ و دستار کو بے لباس کر دیا اور حکومت کو انتباہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

غریبِ شہر کا فاقے سے مرنا خودکشی کرنا
اگر حاکم سمجھ لے تو بغاوت کی علامت ہے

صاحب دستار اور صاحبانِ اقتدار کو خوشۂ گندم جلائے جانے سے پہلے ہی شاعر نے مطلع کیا ہے کہ اپنا رویہ اور طریقہ ٹھیک کریں ورنہ فاقہ ذدہ لوگ ایک دن بغاوت پر اتر آئیں گے اور بھوکوں کی سونامی سب کچھ بہا کر لے جائے گی۔ عاشق صاحب عام فہم شاعری کرتے ہیں اور ان کی شاعری میں درد و الم کا پہلو بھی نمایاں طور پر دیکھے جا سکتے ہیں:

ISSN: 2519-6332 (Print) ❄ ISSN: 2708-1915 (Online)

آندھی چلی وجود میں محرومیوں کی جب
عاشق کتابِ دل کے سپارے بکھر گئے (۱۴)

عاشق حسین صاحب اپنی شاعری میں معاشرے کے لاچار اور بے بس، مجبور لوگوں کے حق میں صدائے احتجاج بلند کرتے ہوئے بھی نظر آتے ہیں ا اور ساتھ ہی ساتھ غزلوں میں اللہ سے شکوہ بھی کرتے ہیں بطور نمونہ ان کی غزل سے یہ شعر ملاحظہ ہوں:

کہاں مقبول ہوتی ہے دعا مجبور لوگوں کی
خدا بھی اب نہیں سنتا صدا مجبور لوگوں کی (۱۵)

مجھے یاد کرو

اس شعری مجموعے میں فرمان علی خیال ایک طرف نعت و منقبت کے ذریعے پاک ہستیوں کی عقیدت کے سمندر میں غوطہ زن ہے تو دوسری طرف قومی موضوعات کے حوالے سے ان کے جذباتی موجوں سے کھیل رہا ہے۔ اس مجموعے میں نظمیں، غزلیں اور قطعات شامل ہیں ان کی شاعری میں تازگی اور فنی سلیقہ مندی صاف نظر آتی ہے سادگی اور خاموشی اس کی پہچان ہے ان کا یہ شعر ملاحظہ کیجیے:

دیکھتے ہیں وہ مجھ کو اجنبی نگاہوں سے
جس کو سونپ آیا تھا سادگی میں بینائی

ان کی شاعری میں سمندر کی گہرائی، دریا کی روانی اور چشمے کی مٹھاس محسوس ہوتی ہے ان کا یہ مجموعہ کمال فن کا آئینہ دار ہے ان کی شاعری میں سادگی، کا عنصر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے وہ اپنی شاعری میں مشکل گوئی پیدا کرنے کے خلاف ہیں ان کی غزلیں اور نظمیں سادہ اسلوب کے حامل ہے بطور نمونہ ان کی غزل سے منتخب اشعار ملاحظہ کیجیے:

یہ کہنے کی اجازت چاہتا ہوں   تیرے دل میں سکونت چاہتا ہوں
نہ میں دولت نہ شہرت چاہتا ہوں   دلوں پر میں حکومت چاہتا ہوں (۱۶)

بلتستان میں اردو غزل گو شعرا کی فہرست طویل ہے جن میں سے کچھ شعرائے کرام کے مجموعے منظر عام پر آچکے ہیں جبکہ بعض مشہور شعرا ایسے ہیں جن کا ابھی تک غزل گوئی میں الگ مجموعہ شائع نہیں ہوا ہے البتہ ان کی غزلیں بلتستان کے رسائل و جرائد میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ ان شعرا میں راجا محمد علی صباؔ، فدا حسین شمیمؔ

ISSN: 2519-6332 (Print) ❄ ISSN: 2708-1915 (Online)

بلتستانی، حشمت کمال الہامی، غلام حسن حسنی، پروفیسر غلام حسین سلیم وغیرہ کے اسمائے گرامی اہم ہیں۔ ان شعرا کی غزلوں سے منتخب اشعار ملاحظہ ہوں۔ راجا محمد علی شاہ صبا کی غزل سے یہ شعر ملاحظہ کریں:

طاؤس فکرِ باغ میں رقصاں اسی طرح
ہے دل فریب حسنِ بہاراں اسی طرح(۱۷)

بلاشبہ راجا محمد علی شاہ صبا کی شاعری سادگی و پرکاری بہت زیادہ ہے۔ اسی طرح فدا حسین شمیم کی غزلوں میں روایت اور جدت کا امتزاج نمایاں طور پر دیکھے جاسکتے ہیں:

تیرگی کو روشنی قطرے کو یم کہتے ہیں لوگ
درد کو درمان اور دارو کو سم کہتے ہیں لوگ(۱۸)

حشمت کمال الہامی صاحب فنی تراکیب، اسلوب اور شاعری کی باریکیوں سے واقف ہیں ان کے کلام میں بلتستان کی زندگی اور اور زندگی کے تجربات کا عکس دیکھا جاسکتا ہے۔

ہمیشہ ہم رضائے خالق اکبر میں رہتے ہیں نبیؐ کی پیروی میں مرضیِ حیدرؑ میں رہتے ہیں
پہاڑی سلسلے چاروں طرف ہیں بیچ میں ہم ہیں مثالِ گوہرِ نایاب ہم پتھر میں رہتے ہیں(۱۹)

پروفیسر غلام حسین سلیم کے کلام میں جدید اظہار محسوس کیا سکتا ہے۔ چھوٹی بحروں میں اچھے اور خوب صورت شعر کہتے ہیں:

پھر سے وہ رشتہ استوار کریں
آؤ اک دوسرے سے پیار کریں(۲۰)

بلتستان کے مشہور شعرا میں ایک سید امجد زیدی بھی ہیں۔ ان کی شاعری میں ذاتی احوال اور اطراف کی زندگی کا عکس ہے انتخاب ملاحظہ ہوں:

دنیا سمٹ کے ہو گئی ایسا مزار دیکھ
ہوتا ہے جیتے جی یہاں جاں کا فشار دیکھ(۲۱)

بلتستان میں اردو غزل کی روایت بیسویں اور اکیسویں صدی کے موضوعات اور منفرد اسالیب کا رنگارنگ مجموعہ ہے۔ شعرائے بلتستان نے احساس و جذبات کے اظہار میں اردو غزل کی روایت کے ساتھ جدت کو بھی برتا ہے۔ حقیقی و فطری محاکات، خطہ بلتستان کی تہذیبی و ثقافتی استعارے، من و تو کی کشمکش، سیاسی و سماجی مسائل کی ترجمانی کرتی یہ روایت مستقبل میں اردو غزل کے ایک منفرد دبستان کی نوید لیے ہوئے ہیں۔

حواشی

۱۔ رشید احمد صدیقی، ''جدید غزل''، (علی گڑھ: سرسید بک ڈپو، ۱۹۶۷ء)، ص: ۱۱-۱۲، اشاعتِ دوم
۲۔ ڈاکٹر عظمیٰ سلیم، ''شمالی علاقہ جات میں اردو زبان و ادب''، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۸ء)، ص ۱۰۸
۳۔ غلام حسن حسنو، ''تاریخ بلتستان''، (خپلو: ہارون بکس سینٹر، ۲۰۲۳ء)، ص ۹۵
۴۔ ''بلتستان میں اردو زبان'' مشمولہ ''اخبارِ اردو''، شمارہ اگست ۲۰۰۳ء، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ص ۶۷
۵۔ عظمیٰ سلیم، ''گلگت بلتستان میں اردو'' (فیچر) مشمولہ روزنامہ ''دنیا''، مؤرخہ ۱۶/ اکتوبر ۲۰۱۸ء، ملاحظہ کیجیے:
https://dunya.com.pk/index.php/special-feature/2018-10-16/22446
۶۔ ڈاکٹر عظمیٰ سلیم، ''شمالی علاقہ جات میں اردو زبان و ادب''، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۸ء)، ص ۱۳۲
۷۔ سید اسد زیدی، ''رنگِ شفق''، (اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، ۲۰۲۳ء)، ص ۱
۸۔ ایضاً، ص ۳۲
۹۔ ایضاً، ص ۲۵
۱۰۔ ذیشان مہدی، ''درد کی پہلی دھوپ''، (ناشر ندارد، ۱۹۹۹ء)، ص ۶۰
۱۱۔ احسان علی دانش، ''شکستہ ناؤ''، (ناشر ندارد، ۲۰۰۱ء)، ص ۱۳۲
۱۲۔ افضل روش، ''دردپا''، (ناشر ندارد، ۲۰۰۴ء)، ص ۶۲
۱۳۔ اشرف کاظمی، ''محبت کی زبان''، (اسکردو: نوید پبلی کیشنز، ۲۰۰۱ء)، ص ۶۴
۱۴۔ عاشق حسین عاشق، ''گم شدہ خواب''، (لاہور: اردو بازار، ۲۰۱۴ء)، ص ۶۵
۱۵۔ ایضاً، ص ۶۶
۱۶۔ فرمان خیال، ''مجھے یاد کرو''، (ناشر ندارد، ۲۰۰۴ء)، ص ۶۷
۱۷۔ مشمولہ ''نگارشات''، بلتستان، ۲۰۰۹ء، ص ۲۲۱
۱۸۔ ایضاً، ص ۲۲۴
۱۹۔ ایضاً، ص ۲۳۱
۲۰۔ ایضاً، ص ۲۲۵
۲۱۔ ایضاً، ص ۲۲۷

مآخذ

۱۔ حسنو، غلام حسن، ''تاریخ بلتستان''، خپلو: ہارون بکس سینٹر، ۲۰۲۳ء
۲۔ خیال، فرمان، ''مجھے یاد کرو''، ناشر ندارد، ۲۰۰۴ء

ISSN: 2519-6332 (Print) ❄ ISSN: 2708-1915 (Online)

۳۔ دانش، احسان علی، "شکستہ ناؤ"، ناشر ندارد، ۲۰۰۱ء
۴۔ روش، افضل، "دردپا"، ناشر ندارد، ۲۰۰۴ء
۵۔ زیدی، اسد، سیّد، "رنگِ شفق"، اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، ۲۰۲۳ء
۶۔ سلیم، عظمیٰ، ڈاکٹر، "شمالی علاقہ جات میں اردو زبان و ادب"، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۸ء
۷۔ سلیم، عظمیٰ، ڈاکٹر، "شمالی علاقہ جات میں اردو زبان و ادب"، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۸ء
۸۔ صدیقی، رشید احمد، "جدید غزل"، علی گڑھ: سرسید بک ڈپو، ۱۹۶۷ء، اشاعتِ دوم
۹۔ عاشق، عاشق حسین، "گم شدہ خواب"، لاہور: اردو بازار، ۲۰۱۴ء
۱۰۔ کاظمی، اشرف، "محبت کی زبان"، اسکردو: نوید پبلی کیشنز، ۲۰۰۱ء
۱۱۔ مہدی، ذیشان، "درد کی پہلی دھوپ"، ناشر ندارد، ۱۹۹۹ء

رسائل و جرائد

۱۔ "اخبارِ اردو"، شمارہ اگست ۲۰۰۳ء، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد
۲۔ روزنامہ "دنیا"، مورّخہ ۱۶/ اکتوبر ۲۰۱۸ء
۳۔ "نگارشات"، بلتستان، ۲۰۰۹ء